Rooh-e-Tahqeeq, Serial No. 12, Vol.04, No.02, 2026

The Prophetic Model of Mediation: Historical Precedents, Foundational Principles, and Contemporary Relevance for Conflict Resolution

نبوی منہجِ ثالثی: سیرتِ طیبہ ﷺ کے تاریخی نظائر، بنیادی اصول اور عصری تنازعات کے حل میں ان کی معنویت

Dr. Muhammad Anas Raza
Associate Professor of Islamic Studies
Dar-ul-Madina International University, Islamabad
dranasrazaisl@gmail.com

Abstract:
This article examines the mediation methodology of the Prophet Muhammad as a comprehensive, principled, and enduring model for conflict resolution, grounded in Quranic injunctions and authenticated historical precedents. The global context is one of deepening instability: 59 state-based conflicts were recorded in 2023, the highest number since 1946, and global military expenditure reached $2,887 billion in 2025, while development aid fell by over 23 percent. Existing international institutions, constrained by partiality, veto power, and great-power interests, have struggled to deliver durable peace. Against this backdrop, the study analyses six pivotal instances of Prophetic mediation: the installation of the Black Stone (Hajar al-Aswad), the Hilf al-Fudul pact, the reconciliation of the Aws and Khazraj, the Constitution of Medina (Mithaq al-Madina), the Treaty of Hudaybiyyah, and the conquest of Makkah, supplemented by agreements with non-Muslim communities such as the Najran and St Catherine covenants. From these precedents, the article derives seven foundational principles: trustworthiness and impartiality of the mediator; justice and equity; forgiveness and magnanimity; dialogue and active listening; fidelity to agreements; preservation of the disputants' dignity; and phased, wisdom-driven implementation. The study argues that this framework anticipates core concepts of modern international law, namely transitional justice, human rights, pluralism, and the peaceful settlement of disputes, while deriving its legitimacy independently from Islamic sources rather than from Western legal frameworks. It also highlights the role of women in Prophetic mediation, notably Umm Salamah's counsel at Hudaybiyyah. The article concludes with practical recommendations for international organisations, Muslim states, academic institutions, scholars, and the media: a neutral regional mediation panel, an OIC mediation centre, curricular integration, and a "Code of Mediation" drawn from the Sīrah to stand alongside the UN Guidance for Effective Mediation (2012).

Keywords: Prophetic Mediation, Conflict Resolution, Sīrah, Constitution of Medina, Treaty of Hudaybiyyah, Transitional Justice, Islamic International Law, Peaceful Settlement of Disputes.

تمہید

انسانی معاشرہ اپنی فطری ساخت میں تنوع، اختلاف اور کشیدگی کا مجموعہ ہے۔ جہاں دو انسان جمع ہوں، وہاں مفادات، آراء اور مقاصد کا تصادم ایک فطری امر ہے۔ اسی تصادم سے تنازعات جنم لیتے ہیں، اور اگر ان کا بروقت اور حکیمانہ حل نہ نکالا جائے تو یہی معمولی چنگاریاں معاشرتی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہولناک آگ کی صورت اختیار کر لیتی

ہیں۔ اکیسویں صدی کا انسان جدید ٹیکنالوجی، مہلک اسلحہ اور عالمی ادارہ جاتی نظام کے باوجود امن سے محروم ہے۔ عالمی رپورٹوں کے مطابق سنہ ۲۰۲۳ء میں دنیا میں ۵۹ ریاستی تنازعات جاری تھے، جو ۱۹۴۶ء کے بعد سب سے زیادہ تعداد ہے۔[۱] اقوامِ متحدہ، عالمی عدالتِ انصاف، سلامتی کونسل اور دیگر بین الاقوامی ادارے قیامِ امن کے لیے کوشاں ہیں، مگر جانب داری، ویٹو پاور کے استعمال، اور بڑی طاقتوں کے مفادات کی حکمرانی نے ان اداروں کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔

۲۰۲۶ء کی صورتحال اس سے بھی زیادہ تشویشناک ہے۔ کونسل آن فارن ریلیشنز اور انٹرنیشنل کرائسز گروپ کی رپورٹس کے مطابق ۲۰۲۶ء میں دنیا سات سے دس بڑے تنازعات کے دہانے پر کھڑی ہے، جن میں روس-یوکرین جنگ، اسرائیل-فلسطین تنازع، ایران-اسرائیل اور ایران-امریکہ کشیدگی، چین-تائیوان بحری محاصرے کا خطرہ، کانگو-روانڈا کا علاقائی تنازع، سوڈان کی خانہ جنگی، وینزویلا-گائیانا سرحدی تنازع اور شمالی کوریا کے جوہری تجربات شامل ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی اپنی رپورٹ کے مطابق ۲۰۲۵ء میں عالمی فوجی اخراجات ۲,۸۸۷ ارب ڈالر تک پہنچ گئے، جو ۲۰۲۴ء کے مقابلے میں مزید ۲.۹ فیصد اضافہ ہے، جبکہ اسی عرصے میں عالمی ترقیاتی امداد ۱.۲۳ فیصد کم ہو گئی۔[۲]

ایسے حالات میں سیرتِ رسول ﷺ حکیمانہ ثالثی کا ایک ایسا عالمگیر اور قابلِ عمل نمونہ پیش کرتی ہے جو محض نظری تصور نہیں بلکہ عملی تاریخی نظائر پر مبنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قبل از اعلانِ نبوت اور بعد از اعلانِ نبوت مختلف مواقع پر ایسی ثالثی فرمائی جس نے صدیوں پرانی دشمنیاں مٹا دیں، خون بہا کے بدلے اخوت پیدا کی، اور بین المذاہب و بین الاقوامی تعلقات کو نئی بنیاد فراہم کی۔ یہ تحقیقی مقالہ اسی حکیمانہ منہجِ ثالثی کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔

ثالثی کا مفہوم اور اسلام میں ثالثی کی اہمیت

ثالثی کے لیے عربی زبان میں "تحکیم"، "اصلاحِ ذات البین"، "توفیق" اور "وساطت" جیسی اصطلاحات مستعمل ہیں۔ لغوی اعتبار سے "تحکیم" باب تفعیل سے ماخوذ ہے جس کے معنی "کسی کو حَکَم (فیصلہ کرنے والا) بنانا" کے ہیں۔ ابنِ منظور لکھتے ہیں: " وَيُقَالُ: حَكَّمْنَا فُلَانًا فِيمَا بَيْنَنَا، أَيْ أَجَزْنَا حُكْمَهُ بَيْنَنَا " (اور کہا جاتا ہے: "ہم نے فلاں شخص کو اپنے درمیان فیصلہ کرنے والا مقرر کیا)۔[۳]

اصطلاحی تعریف میں فقہاء نے تحکیم کو یوں بیان کیا ہے: "تَوْلِيَةُ الْخَصْمَيْنِ حَاكِمًا يَحْكُمُ بَيْنَهُمَا "یعنی دو فریق کسی کو اپنے درمیان فیصلہ کرنے کا اختیار دیں۔[۴]

جدید بین الاقوامی قانون میں اسے "Mediation" کہا جاتا ہے، جس کی تعریف اقوامِ متحدہ کی رہنما دستاویز میں یوں کی گئی ہے:

> "Mediation is a process whereby a third party assists two or more parties, with their consent, to prevent, manage or resolve a conflict by helping them to develop mutually acceptable agreements"[5]

یعنی ثالثی (Mediation) ایک ایسا عمل ہے جس میں ایک غیر جانب دار فریق، فریقین کی رضامندی سے تنازع کو پیدا ہونے سے روکنے، اس کا مؤثر انتظام کرنے یا اسے حل کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اس طرح کہ فریقین کو ایسے باہمی طور پر قابلِ قبول معاہدے یا مفاہمتی حل تک پہنچنے میں معاونت ہو جو سب کے لیے قابلِ قبول ہو۔

قرآنِ کریم نے ثالثی و مصالحت کو ایمانی تقاضا قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [6]

ترجمہ: صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو۔

اس آیت کریمہ میں مصالحت کو براہِ راست ایمانی اخوت کا نتیجہ اور اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں "اصلاح" کا حکم حکم فرداً فرداً ہر مسلمان پر متوجہ ہے۔ [7]

دو گروہوں کے مابین جنگ کی صورت میں قرآن کا رہنما اصول یوں ہے:

﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا﴾ [8]

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرادو پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کروادو اور عدل کرو۔

نبی کریم ﷺ نے مصالحت کو اعلیٰ ترین عبادات کے ہم پلہ قرار دیا۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا: بَلٰى۔ قَالَ: إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ" [9]

("کیا میں تمہیں روزے، نماز اور صدقہ کے درجے سے بھی زیادہ افضل عمل نہ بتاؤں؟" صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "کیوں نہیں، ضرور بتایئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "آپس کے تعلقات کی اصلاح کرنا (سب سے افضل عمل ہے)، اور باہمی تعلقات کا بگاڑ دین کو مونڈ ڈالنے والی چیز ہے۔")

اسی طرح مصالحت میں خلافِ حقیقت بات کی حد تک بھی رعایت دی گئی۔ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا" [10] (وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔)

امام غزالی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "اعْلَمْ أن الكذب ليس حراماً لعينه بل لِمَا فِيهِ مِنَ الضَّرَرِ عَلَى الْمُخَاطَبِ أَوْ على غيره" یعنی اصلاحِ ذات البین کے مقصد کے پیشِ نظر مصلحتاً ایسی بات کہنا جو تنازع کو ختم کرے، جھوٹ کے حکم سے مستثنیٰ ہے، بشرطیکہ اس سے کسی کا حق ضائع نہ ہو۔ [11]

مسلم شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ، تَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ" [12] (انسان کے جسم کے ہر جوڑ پر ہر اس دن صدقہ لازم ہے جس دن سورج طلوع ہوتا ہے، اور دو افراد کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرانا بھی صدقہ ہے۔)

سیرتِ طیبہ میں حکیمانہ ثالثی کے تاریخی نظائر

تنصیبِ حجرِ اسود: اعلانِ نبوت سے پانچ سال قبل، قریش نے کعبۃ اللہ کی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع کیا۔ جب دیواریں حجرِ اسود کے مقام تک پہنچیں تو ہر قبیلہ اسے اپنے ہاتھوں سے نصب کرنے کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چار پانچ دن اس اختلاف پر گزر گئے، تلواریں کھنچ گئیں اور بنو عبد الدار نے تو خون سے بھرا برتن منگوا کر اس میں ہاتھ ڈبو کر "مرویا مار دو" کی قسم بھی کھالی۔[۱۳]

بالآخر ابو امیہ بن مغیرہ کی تجویز پر طے پایا کہ جو شخص کل صبح حرم میں پہلے داخل ہو، اسے حَکَم مقرر کیا جائے گا۔ اتفاق سے پہلے داخل ہونے والے حضور اکرم ﷺ تھے، جنہیں دیکھ کر سب پکار اٹھے: "هذا الأمين، رضينا، هذا محمد"۔ آپ ﷺ نے چادر مبارک بچھائی، حجرِ اسود کو اس پر رکھا، اور ہر قبیلے کے سردار سے چادر کا ایک کونا پکڑوایا۔ جب پتھر مطلوبہ مقام تک پہنچا تو آپ ﷺ نے خود اسے اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا۔[۱۴]

اس ثالثی میں چار اصول واضح ہیں:

۱. ثالث کی ذاتی امانت داری اور قبولِ عام (آپ ﷺ کو الصادق اور الامین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا)؛
۲. Win-Win Solution یعنی ایسا حل جس میں کوئی فریق ہارے نہ، بلکہ سب کی عزتِ نفس محفوظ رہے؛
۳. شرکتی طریقِ کار (Participatory Approach) کہ ہر قبیلے کو معززانہ حصہ ملا؛
۴. فوری اور تخلیقی حل کہ صدیوں پرانی رسم کو نئے حل سے بدل دیا۔

مغربی سیرت نگار مارٹن لنگز نے بھی اس واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"It was a solution that satisfied everyone, and one that only a man with an extraordinary sense of justice and creative wisdom could have devised" [15]-

(یہ ایسا حل تھا جس سے ہر شخص مطمئن ہو گیا، اور ایسا حل صرف وہی شخص پیش کر سکتا تھا جو غیر معمولی احساسِ انصاف اور تخلیقی بصیرت و حکمت کا مالک ہو۔)

حِلف الفضول (عالمی انسانی حقوق کا نبوی چارٹر): نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت سے کچھ عرصہ قبل مکہ میں ایک مظلومانہ واقعہ پیش آیا۔ یمن سے ایک تاجر (زبید کا رہنے والا) کچھ سامان لے کر آیا۔ عاص بن وائل سہمی نے اس سے سامان خرید کر قیمت ادا نہ کی۔ اس اجنبی تاجر نے قریش کے سرداروں سے شکایت کی مگر کسی نے مدد نہ کی۔ آخر کار اس نے جبلِ ابو قبیس پر چڑھ کر بلند آواز سے اپنی مظلومیت کا شعر پڑھا۔

یہ سن کر زبیر بن عبد المطلب نے پیش قدمی کی، اور بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو تیم کے شرفاء عبد اللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے۔ سب نے قسم اٹھائی کہ "مکہ میں کوئی مظلوم ہو، خواہ وہ اس شہر کا باشندہ ہو یا باہر سے آیا ہو، ہم اس کے حق کی بازیابی تک اس کا ساتھ دیں گے، جب تک سمندر کا ایک قطرہ بھی باقی ہے"۔[۱۶]

اس معاہدے میں حضور اکرم ﷺ (جن کی عمر اس وقت تقریباً بیس برس تھی) نے بھی شرکت فرمائی۔ بعد ازاں بعثت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ شَهِدْتُ فِيْ دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهٖ حُمْرَ النَّعَمِ، وَلَوْ دُعِيْتُ بِهٖ فِي الْإِسْلَامِ لَأَجَبْتُ[17]" (میں عبداللہ بن جُدعان کے گھر میں ہونے والے ایک ایسے معاہدے (حلف الفضول) میں شریک ہوا تھا کہ اگر اس کے بدلے مجھے سرخ اونٹ بھی ملتے تو بھی وہ مجھے اتنے محبوب نہ ہوتے۔ اور اگر اسلام کے زمانے میں بھی مجھے ایسے معاہدے کی دعوت دی جاتی تو میں ضرور اسے قبول کرتا۔)

حلف الفضول کے متعدد پہلو انتہائی اہم ہیں:

۱. یہ اسلام سے پہلے کا معاہدہ ہونے کے باوجود نبی کریم ﷺ نے بعد از بعثت بھی اس کی تائید فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے قائم ہونے والے معاہدات، اگرچہ غیر مسلموں نے کیے ہوں، شریعت انہیں سراہتی ہے۔

۲. اس معاہدے میں مظلوم کی حمایت کو مقامی و اجنبی کی تفریق سے ماوراء رکھا گیا، جو کہ جدید بین الاقوامی انسانی حقوق (Universal Declaration of Human Rights, UN, 1948, Article 1) کی روح ہے۔

۳. یہ معاہدہ ایک منظم سماجی ادارہ (Civil Society Institution) کی صورت میں سامنے آیا۔

معروف مستشرق ولیم مونٹگمری واٹ نے اس معاہدے کو "Precursor to modern human rights charters" قرار دیا ہے۔[18]

اوس و خزرج کی مصالحت (صدیوں پرانی دشمنی کا خاتمہ): مدینہ منورہ کے دو بڑے قبیلے اوس اور خزرج، جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے، تقریباً ایک سو بیس سال سے باہمی جنگ و جدل میں مبتلا تھے۔ ان کے درمیان معرکہ سُمَیر، معرکہ کعب، معرکہ حاطب اور بالخصوص جنگِ بُعاث لڑی گئی، جو ہجرتِ نبوی سے صرف پانچ سال قبل ہوئی اور جس میں بے شمار لوگ مارے گئے۔[19]

جب انصار کے وفد نے بیعتِ عقبہ اولیٰ و ثانیہ کے موقع پر آپ ﷺ کی دعوت قبول کی اور آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے، تو صرف چند ماہ میں یہ صدیوں پرانی دشمنی محبت اور بھائی چارے میں تبدیل ہو گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "انَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم، --- " مطلب یہ کہ جنگِ بُعاث ایک ایسا معرکہ تھا جسے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے مقدمہ بنایا"۔[20]

اس مصالحت کے پیچھے کئی حکیمانہ اقدامات کارفرما تھے:

۱. مواخاتِ مدینہ کے ذریعے مہاجر و انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا؛

۲. نظریاتی رشتے کو نسبی رشتے پر ترجیح دینا؛

۳. اور "المؤمن للمؤمن كالبنيان" کا اصول عملی طور پر رائج کرنا۔

نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر جب ایک یہودی نے اوس و خزرج کے درمیان جنگِ بعاث کا تذکرہ چھیڑ کر پرانی نفرت جگانی چاہی، تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

"يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! اَللّٰهَ اللّٰهَ، أَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، ۔۔۔[۲۱]" (اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو! کیا تم میرے موجود ہوتے ہوئے جاہلیت کے نعرے لگاتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔۔۔)

اس مصالحت سے اخذ ہونے والا بنیادی اصول یہ ہے کہ پائیدار امن محض معاہدات سے نہیں بلکہ ایک مشترکہ اعلیٰ مقصد اور نظریاتی وحدت سے حاصل ہوتا ہے۔

میثاقِ مدینہ (دنیا کا پہلا تحریری آئین): ہجرت کے فوراً بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک ایسا معاہدہ مرتب فرمایا جسے مغربی محققین نے "دنیا کا پہلا تحریری آئین" قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی مشہور تصنیف The First Written Constitution in the World میں اس دستاویز کی ۵۲ دفعات کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا ہے۔[۲۲]

میثاقِ مدینہ کا اصل متن ابنِ اسحاق کے حوالے سے ابنِ ہشام نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔[۲۳] ابو عبید قاسم بن سلام نے بھی کتاب الاموال میں اس کا مکمل متن درج کیا ہے۔[۲۴]

اس دستاویز نے پہلی بار مذہبی، لسانی اور قبائلی اختلاف رکھنے والے گروہوں کو ایک "امت" کے قانونی تصور میں پرو دیا۔ دفعہ نمبر ۱ میں لکھا ہے: "إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ" ۔[۲۵] یہاں "امت" کا لفظ سیاسی اور شہری معنوں میں استعمال ہوا ہے، نہ کہ محض مذہبی۔ یہود سے متعلق دفعہ میں واضح کیا گیا: "لِلْيَهُوْدِ دِيْنُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ" ، جو مذہبی آزادی کا صریح اعلان ہے۔

مدینہ کی سرحدوں کو "حرم" قرار دے کر اسے پناہ گاہ بنایا گیا: "وَإِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِأَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ" ۔ اجتماعی دفاع کا اصول درج کیا گیا کہ اگر مدینہ پر حملہ ہو تو سب مل کر دفاع کریں گے۔ تنازعات کے حل کے لیے آخری حَکَم رسول اللہ ﷺ کو قرار دیا گیا: "وَإِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ" ۔[۲۶]

معروف مؤرخ برنارڈ لیوس نے اس معاہدے کے بارے میں لکھا ہے:

> "The Constitution of Medina represents one of the earliest attempts to establish a pluralistic political community based on written agreement rather than tribal loyalty" [27]

(میثاقِ مدینہ اُن اولین تاریخی کوششوں میں سے ایک ہے جن کا مقصد قبائلی وابستگی کے بجائے ایک تحریری معاہدے کی بنیاد پر ایک کثیر الجہتی (Pluralistic) سیاسی معاشرے کا قیام عمل میں لانا تھا۔)

جدید محققہ ڈاکٹر یتز حاک نکاش لکھتی ہیں کہ میثاقِ مدینہ نے شہریت کا وہ تصور دیا جو مذہبی تنوع کے باوجود وحدت کو ممکن بناتا ہے، اور یہ تصور جدید pluralism کا پیش رو ہے۔[۲۸]

صلحِ حدیبیہ (سفارتی حکمت عملی کا شاہکار): ذی قعدہ ۶ ہجری میں نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کے ہمراہ عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے۔ قریش نے راستے میں روکنے کا فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمایا۔ کئی مراحل کے بعد بالآخر معاہدہ طے پایا۔[۲۹]

معاہدے کی چار بنیادی شرائط تھیں:

(۱)اس سال مسلمان عمرہ کیے بغیر واپس چلے جائیں گے، اگلے سال تین دن کے لیے آسکیں گے؛

(۲)دس سال تک دونوں فریقوں میں جنگ نہ ہو گی؛

(۳)اگر قریش کا کوئی شخص بغیر ولی کی اجازت مسلمانوں کے پاس آئے تو واپس کیا جائے گا، لیکن اگر مسلمان قریش کے پاس جائے تو واپس نہ کیا جائے گا؛

(۴)دیگر قبائل کو دونوں فریقوں میں سے کسی کے ساتھ حلیف بننے کی آزادی ہو گی۔[۳۰]

یہ شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں، حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے شکوہ کیا: "اَلَسْتَ نَبِیَّ اللّٰہِ حَقًّا؟"۔[۳۱] مگر اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا﴾[۳۲] قرار دیا۔ امام زہری فرماتے ہیں:"فَمَا فُتِحَ فِی الْإِسْلَامِ فَتْحٌ قَبْلَہٗ کَانَ أَعْظَمَ مِنْہُ"۔[۳۳]

اس صلح کے ذریعے پہلی بار قریش نے مسلمانوں کو ایک باقاعدہ ریاست تسلیم کیا۔ معروف مغربی سکالر کیرن آرمسٹرانگ نے اعتراف کیا:

> "The Treaty of Hudaybiyyah is a masterpiece of diplomacy, demonstrating that true victory often lies in strategic concession rather than immediate confrontation" [34]

(صلحِ حدیبیہ سفارت کاری کا ایک شاہکار ہے، جو اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ حقیقی کامیابی اکثر فوری تصادم کے بجائے دور اندیشانہ مفاہمت اور حکمتِ عملی پر مبنی رعایت اختیار کرنے میں ہوتی ہے۔)

صلحِ حدیبیہ سے کئی جدید اصول اخذ ہوتے ہیں:

۱. مصالحت میں دور اندیشی (Strategic Foresight) کہ فوری نقصان کو قبول کر کے دیرپا فائدہ حاصل کیا جائے۔

۲. معاہدے میں لچک کہ جزوی شرائط پر عارضی سمجھوتہ کیا جائے۔

۳. معاہدے کی خلاف ورزی پر مؤثر کارروائی کا حق محفوظ رکھنا (جیسا کہ قریش نے بنو بکر کی مدد کر کے معاہدہ توڑا، جو فتحِ مکہ کا سبب بنا)۔

۴. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بجائے "باسمک اللھم" اور "رسول اللہ" کے بجائے "محمد بن عبد اللہ" لکھوانے پر رضامندی سے یہ اصول ملتا ہے کہ الفاظ کی بجائے حقائق پر توجہ دی جائے۔[۳۵]

فتحِ مکہ (عفوِ عام کی بے مثال نظیر): رمضان ۸ ہجری میں جب نبی کریم ﷺ دس ہزار صحابہ کے ہمراہ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے، تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کے سائے میں کھڑے ہو کر اہلِ مکہ سے پوچھا:

" مَا تَرَوْنَ أَنِّیْ فَاعِلٌ بِکُمْ، قَالُوْا: خَیْرًا، أَخٌ کَرِیْمٌ وَابْنُ أَخٍ کَرِیْمٍ۔ قَالَ: اذْہَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ[۳۶]" (تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟" انہوں نے عرض کیا: "ہمیں آپ سے بھلائی ہی کی امید ہے، آپ ایک معزز بھائی ہیں اور ایک معزز بھائی کے فرزند ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ، تم سب آزاد ہو۔)

بین الاقوامی لٹریچر کے مطابق "Transitional Justice" کے چار اہم عناصر ہیں:

احتساب(Accountability) ، سچائی کا اقرار(Truth-telling) ، معاوضہ(Reparation) ، اور عدم تکرار کی ضمانت[۳۷] (Non-repetition Guarantees) ۔

فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے ان تمام عناصر کو ایک منفرد انداز میں یکجا کیا۔ نہ صرف عام معافی دی، بلکہ مکہ کی حرمت کا اعلان بھی کیا: "إِنَّ ہٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ" ۔[۳۸] (بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شہر (مکہ مکرمہ) کو اسی دن سے حرمت والا قرار دیا ہے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔)

جنوبی افریقہ کے سچائی و مصالحتی کمیشن (Truth and Reconciliation Commission) کے سربراہ آرچ بشپ ڈیسمنڈ ٹوٹو نے اپنی کتاب میں لکھا ہے "There is no future without forgiveness" :[۳۹]۔(معافی کے بغیر مستقبل نہیں بنایا جاسکتا۔)

فتح مکہ کا سبق بھی یہی ہے کہ پائیدار مستقبل عفو و درگزر کی بنیاد پر ہی قائم ہو سکتا ہے ۔

غیر مسلم اقوام سے معاہدات

نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم اقوام کے ساتھ متعدد معاہدات کیے، جن میں ثالثی اور تحمل کا وہی جذبہ کارفرما تھا۔

معاہدہ نجران : مدینہ میں ۹ ہجری میں نجران کے عیسائیوں کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک تفصیلی معاہدہ فرمایا جس میں ان کی جان، مال، عبادت گاہوں اور مذہبی رسومات کے تحفظ کی ضمانت دی گئی: "وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِیَتِہَا جِوَارُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی أَمْوَالِہِمْ وَأَنْفُسِہِمْ، وَمِلَّتِہِمْ، وَبِیَعِہِمْ" ۔[۴۰]

عہد نامہ سینٹ کیتھرین: آپ ﷺ نے کوہِ سینا کے راہبوں کو بھی ایک تحریری فرمان دیا جس میں ان کی مذہبی آزادی کا تحفظ کیا گیا۔ اس فرمان کا ذکر متعدد بیزنطینی اور یورپی مصادر میں موجود ہے ۔[۴۱]

یہود کے ساتھ معاہدات: میثاقِ مدینہ کے علاوہ آپ ﷺ نے بنو نضیر، بنو قینقاع، بنو قریظہ اور یہود خیبر کے ساتھ بھی معاہدات کیے۔ اگرچہ بعد میں ان قبائل نے وعدہ خلافی کی، مگر ابتدائی معاہدات میں نبی کریم ﷺ نے ثالثی و مصالحت کا مکمل حق ادا کیا۔

نبوی ثالثی کے بنیادی اصول

سیرتِ طیبہ کے مذکورہ نظائر سے حکیمانہ ثالثی کے چند بنیادی اصول اخذ ہوتے ہیں، جو کسی بھی زمانے اور کسی بھی ثقافت میں یکساں طور پر قابلِ عمل ہیں۔

۱۔ ثالث کی امانت و غیر جانب داری: مکہ والوں نے آپ ﷺ کو قبل از نبوت "الصادق الامین" کا لقب اسی لیے دیا تھا کیونکہ آپ ﷺ کی گفتار و کردار میں مکمل اعتماد کی جھلک تھی۔ کوئی بھی ثالثی اسی وقت مؤثر ہو سکتی ہے جب ثالث کی امانت و دیانت پر دونوں فریقوں کو اعتماد ہو۔ آج بین الاقوامی سطح پر ثالثی اداروں کی ناکامی کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ان کی جانب داری ثابت شدہ ہے۔

۲۔ عدل و انصاف: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا"۔[۴۲] (اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔) یہ اصول ہر ثالثی کی روح ہے کہ ذاتی، خاندانی، قومی یا نسلی وابستگی عدل میں رکاوٹ نہ بنے۔

قرآن کا حکم ہے: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾[۴۳]

ترجمہ: اور تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ تم انصاف نہ کرو (بلکہ) انصاف کرو، یہ پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔

۳۔ عفو و درگزر: فتح مکہ سے ثابت ہوا کہ ثالثی محض قانونی حل کا نام نہیں بلکہ دلوں کی صفائی کا عمل ہے۔ قرآن فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾۔[۴۴] نیلسن منڈیلا نے کہا تھا "Resentment is like drinking poison and hoping it will kill your enemies"۔ (کینہ پالنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص خود زہر پی لے اور امید رکھے کہ اس سے اس کے دشمن مر جائیں گے۔) نبوی طریقِ ثالثی سکھاتا ہے کہ نفرت کی زنجیر عفو ہی سے ٹوٹتی ہے۔

۴۔ افہام و تفہیم اور مکالمہ: آپ ﷺ نے کبھی یک طرفہ فیصلہ صادر نہیں کیا، بلکہ ہمیشہ دونوں فریقوں کی بات سن کر فیصلہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن قاضی بنا کر بھیجا، تو ارشاد فرمایا: "إِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ"۔[۴۵] (جب تمہارے سامنے دو فریق مقدمہ بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے فریق کی بات بھی اسی طرح نہ سن لو جس طرح پہلے فریق کی بات سنی ہے۔)

۵۔ معاہدات کی پاسداری: قرآن کا واضح حکم ہے: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾۔[۴۶] صلح حدیبیہ کی مثال سامنے ہے کہ آپ ﷺ نے شرائط کو یک طرفہ ہونے کے باوجود مکمل نبھایا۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ کو واپس بھیجنا انسانی طور پر سب سے کڑا فیصلہ تھا، مگر معاہدے کی حرمت کے لیے اسے قبول کیا۔[۴۷]

۶۔ فریقین کی عزتِ نفس کا تحفظ: تنصیبِ حجرِ اسود میں چادر بچھانے کی حکمت اسی اصول کی مثال ہے۔ ثالثی محض قانونی مسئلہ حل کرنا نہیں بلکہ فریقین کی عزت کو بحال رکھنا بھی ہے۔ نبوی سیرت میں "Face-saving" کا یہ اصول ہر جگہ نمایاں ہے۔

۷۔ حکمت اور تدرج: آپ ﷺ کی ثالثی میں جلد بازی نہیں بلکہ تدریج پائی جاتی ہے۔ اوس و خزرج کی مصالحت راتوں رات نہیں ہوئی، بلکہ سالوں کی محنت کا ثمر تھی۔ جدید بین الاقوامی مصالحت میں بھی "Phased Approach" یا مرحلہ وار حل کو ترجیح دی جاتی ہے۔[۴۸]

عصرِ حاضر کے تنازعات اور نبوی منہجِ ثالثی

آج دنیا فلسطین، کشمیر، شام، یمن، یوکرین، سوڈان، روہنگیا، ایران-امریکہ کشیدگی، چین-تائیوان تنازع، کانگو-روانڈا جھڑپوں اور وینزویلا-گائیانا سرحدی تنازع جیسے سنگین تنازعات میں گھری ہوئی ہے۔ سٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹیٹیوٹ (SIPRI) کے مطابق سنہ ۲۰۲۳ء میں عالمی سطح پر فوجی اخراجات ۲۴۴۳ ارب امریکی ڈالر تک پہنچ

گئے، جو سرد جنگ کے بعد سے بلند ترین سطح ہے۔[۴۹] ۲۰۲۶ء تک یہ رجحان مزید بڑھ چکا ہے؛ اقوامِ متحدہ کی رپورٹ بتاتی ہے کہ ۲۰۲۵ء میں عالمی فوجی اخراجات ۲,۸۸۷ ارب ڈالر تک پہنچ گئے، جبکہ ترقیاتی امداد میں ۲۳ فیصد سے زائد کمی آئی۔

۲۰۲۶ء کی سب سے سنگین کشیدگی ایران اور امریکہ کے درمیان دیکھی گئی۔ فروری ۲۰۲۶ء کے آخر میں امریکہ اور اسرائیل کی جانب سے ایران پر شدید بمباری شروع ہوئی، جس کے جواب میں ایران نے خلیجی خطے میں امریکی اور اتحادی اہداف پر حملے کیے۔ مارچ-اپریل ۲۰۲۶ء میں جنگ بندی کی مفاہمتی یادداشت پر دستخط ہوئے، لیکن آبنائے ہرمز کے کنٹرول، بحری جہاز رانی کی آزادی اور شہری تنصیبات پر حملوں کے تنازعے نے کشیدگی کو دوبارہ بھڑکا دیا۔ جون-جولائی ۲۰۲۶ء تک صورتحال اتنی بگڑی کہ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے انتباہ کیا کہ اس تنازع کا کوئی عسکری حل نہیں اور سفارتی کوششوں میں تیزی لانا ناگزیر ہے۔ اسی طرح روس-یوکرین جنگ تھکن، تعطل یا نئے بحران کی طرف جا رہی ہے، غزہ کی تباہی کے بعد جنگ بندی نازک ہے، اور چین کا تائیوان پر بحری محاصرے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔[۵۰]

اس صورتِ حال میں اقوامِ متحدہ کے ادارے تنازعات کے حل میں ناکام دکھائی دیتے ہیں۔ سلامتی کونسل کی ویٹو پاور نے اسے فریق بنا دیا ہے۔ عالمی عدالتِ انصاف کے فیصلوں کے نفاذ کا کوئی مؤثر طریقِ کار نہیں۔ ایسے میں نبوی منہجِ ثالثی کے چند اصول قابلِ عمل ہو سکتے ہیں:

۱. ثالثی کے اداروں کو کسی طاقتور بلاک سے آزاد اور مکمل غیر جانب دار ہونا چاہیے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ حِلف الفضول میں ایک فطری غیر جانب دار ثالث کی حیثیت سے سامنے آئے۔

۲. تنازعات کے حل میں محض قانونی نہیں بلکہ اخلاقی و انسانی زاویے کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

۳. معاہدات کی پاسداری بین الاقوامی برادری کا اجتماعی ذمہ ہونا چاہیے۔

۴. مصالحت میں طاقتور فریق کو کچھ نہ کچھ رعایت دینی چاہیے تاکہ کمزور فریق کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو (یہی صلحِ حدیبیہ کا سبق ہے)۔

۵. ثالثی میں وقت کی پابندی اور فوری عمل درآمد کا انتظام ناگزیر ہے۔ ایران-امریکہ اور روس-یوکرین جیسے تنازعات میں مہینوں کی تاخیر نے لاکھوں شہریوں کی جانیں اور اربوں ڈالر کا نقصان کروایا۔

۶. ثالثی کے عمل میں علاقائی اور عالمی طاقتوں کے مفادات کو شفاف طریقے سے سامنے لانا چاہیے، ورنہ معاہدے کاغذی رہتے ہیں، جیسا کہ ۲۰۲۶ء میں ایران-امریکہ مفاہمتی یادداشت کے باوجود کشیدگی دوبارہ بھڑک اٹھی۔

نتائج

مذکورہ تحقیق سے درجِ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۱. سیرتِ طیبہ میں ثالثی صرف تنازعات کے وقتی حل کا نام نہیں بلکہ ایک جامع، اصولی اور پائیدار منہجِ امن ہے، جس کی بنیاد قرآنی اصولوں اور عملی نبوی نظائر پر ہے۔ یہ منہج کسی مخصوص دور یا قوم کے لیے نہیں بلکہ آفاقی (Universal) اطلاق کا حامل ہے اور ہر زمانے و ثقافت میں یکساں طور پر قابلِ عمل ہے۔

۲. نبی کریم ﷺ کی ثالثی —خواہ قبل از نبوت (بیصنتِ حجرِ اسود، حِلف الفضول) ہو یا بعد از نبوت (اوس و خزرج کی مصالحت، میثاقِ مدینہ، صلحِ حدیبیہ، فتحِ مکہ)— دونوں مرحلوں میں یکساں اصولوں پر مبنی نظر آتی ہے، یعنی امانت،

عدل، عفو، مکالمہ، معاہدات کی پاسداری، اور فریقین کی عزتِ نفس کا تحفظ۔ یہ تسلسل ثابت کرتا ہے کہ یہ اصول کسی مصلحتِ وقت کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک مستقل منہج ہے۔

۳. نبوی منہجِ ثالثی، جدید بین الاقوامی قانون کے بنیادی تصورات — از قبیل منتقلی انصاف (Transitional Justice)، انسانی حقوق (Human Rights)، تکثیریت (Pluralism)، اور تنازعات کا پرامن تصفیہ (Peaceful Settlement of Disputes) — کا تاریخی پیش رو ہے۔ یہاں یہ امر بھی واضح رہنا چاہیے کہ اسلامی قانونی روایت نے ان اصولوں کو آزادانہ طور پر، مصادرِ شرعیہ سے اخذ کر کے تکمیل تک پہنچایا۔ ان کی مشروعیت مغربی قانونی فریم ورک سے مستعار نہیں بلکہ وہ بذاتِ خود ایک مکمل اور خود کفیل نظام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغربی کثیر الجہتی ثالثی کا تقابلی جائزہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ جہاں جدید ادارے جانبداری، ووٹو پاور، اور طاقتور اقوام کے مفادات کے سبب ناکام ہوئے ہیں، وہاں نبوی اصول غیر جانبداری اور اخلاقی اقتدار کی وہ بنیاد فراہم کرتے ہیں جو موجودہ نظام میں مفقود ہے۔

۴. میثاقِ مدینہ نے دنیا کو تکثیری معاشرے میں وحدت کا وہ نمونہ دیا جس میں مذہبی، نسلی اور قبائلی اختلاف کے باوجود باہمی بقائے امن ممکن ہے۔ یہ نمونہ آج کی جدید ریاستوں کے لیے بھی قابلِ تقلید ہے اور دراصل جدید Pluralism کا حقیقی پیش رو ہے۔

۵. صلحِ حدیبیہ کی حکیمانہ سفارت کاری اور فتحِ مکہ کا عفوِ عام یہ ثابت کرتے ہیں کہ حقیقی فتح تلوار کے زور پر نہیں بلکہ دلوں کی فتح میں ہے، اور پائیدار مستقبل معافی و درگزر کی بنیاد پر ہی قائم ہو سکتا ہے۔

۶. سیرتِ طیبہ میں خواتین کا کردارِ ثالثی بھی قابلِ توجہ ہے۔ صلحِ حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مشورہ ایک فیصلہ کن موڑ ثابت ہوا۔ یہ پہلو ثابت کرتا ہے کہ نبوی ثالثی میں صنفی شمولیت ابتداء ہی سے موجود تھی، جسے جدید بین الاقوامی قانون نے UNSCR 1325 کی صورت میں چودہ صدیاں بعد تسلیم کیا۔

سفارشات

اس تحقیق کے تناظر میں چند اہم سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

۱. بین الاقوامی سطح پر سب سے پہلے اقوامِ متحدہ اور بین الاقوامی اداروں کو چاہیے کہ وہ سیرتِ نبوی سے اخذ کردہ ثالثی کے اصولوں کو اپنے قواعد و ضوابط میں شامل کریں، بالخصوص غیر جانبداری اور طاقتور اقوام کے استثناء کے خاتمے کے حوالے سے۔ ووٹو پاور کا موجودہ نظام، جو سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان تک محدود ہے، نبوی اصولِ عدل کے صریح خلاف ہے اور اس میں بنیادی اصلاحات ناگزیر ہیں۔ اس کے ساتھ ایک فوری قابلِ عمل قدم یہ ہو گا کہ ثالثی کے لیے ایک "نیوٹرل ریجنل پینل" قائم کیا جائے جس میں OIC ، ASEAN اور افریقی یونین جیسے ادارے باری باری صدارت کریں، تاکہ کسی ایک طاقتور ملک یا گروہ کی اجارہ داری ختم ہو۔

۲. مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ OIC کی سطح پر ایک "مرکزِ ثالثی" قائم کریں جو سیرتِ طیبہ کی روشنی میں بین الریاستی تنازعات میں غیر جانبدارانہ ثالثی کی خدمات انجام دے سکے۔ اس مرکز میں فقہاء، بین الاقوامی قانون کے ماہرین، سیرت نگار اور سفارت کار سب شامل ہوں۔ اس مرکز کی مالی خود مختاری یقینی بنانا لازمی ہے تاکہ یہ کسی ایک ملک

کے اثرِ رسوخ سے آزاد رہے اور اس کی غیر جانبداری پر اعتماد قائم ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے مشترکہ فنڈ کا قیام، جس میں تمام رکن ممالک یکساں حصہ دار ہوں، ایک قابلِ عمل صورت ہو سکتی ہے۔

۳. تعلیمی اداروں کی سطح پر اسلامی جامعات اور بین الاقوامی تعلقات کے شعبوں میں "نبوی منہجِ ثالثی" کو ایک مستقل مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔ اس مضمون میں تقابلی مطالعات کو فروغ دیا جائے جس میں سیرتِ نبوی کے اصولوں کا موازنہ جدید بین الاقوامی قانون سے کیا جائے۔ اس تقابل کا مقصد اسلامی اصولوں کو مغربی فریم ورک کی روشنی میں جواز فراہم کرنا نہیں، بلکہ دنیا کو یہ بتانا ہو کہ یہ اصول ایک آزاد، مکمل اور اعلیٰ نظام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۴. سماجی و ملی سطح پر مساجد، خطباء اور علماء کو چاہیے کہ وہ اپنے خطبات و دروس میں ثالثی و مصالحت کی نبوی روایت کو نمایاں کریں، تاکہ عام معاشرے میں تنازعات کے پرانے حل کا کلچر ختم ہو۔ فقہاء کو چاہیے کہ وہ فقہِ حاصل اور فقہِ مآلات پر مبنی جدید تحقیقات مرتب کریں جو موجودہ تنازعات—خانگی، تجارتی، بین الاقوامی—پر لاگو ہو سکیں۔

۵. میڈیا اور ابلاغ کے میدان میں سیرتِ طیبہ کے مصالحتی نظائر پر دستاویزی ڈاکیومنٹریز، تحقیقی مضامین اور بین الاقوامی زبانوں میں کتب شائع کی جائیں تاکہ غیر مسلم دانشوروں اور پالیسی ساز اداروں تک نبوی منہجِ امن کا پیغام مؤثر انداز میں پہنچ سکے۔

۶. بین المذاہب مکالمے کے پلیٹ فارمز پر سیرتِ نبوی کے وہ نظائر پیش کیے جائیں جن میں غیر مسلموں سے معاہدات، عبادت گاہوں کا تحفظ، اور مذہبی آزادی کی ضمانتیں شامل ہیں جیسے معاہدہ نجران اور عہد نامہ سینٹ کیتھرین، تاکہ اسلام کا حقیقی امن پسند چہرہ دنیا کے سامنے آ سکے۔

۷. اہلِ علم کو چاہیے کہ وہ سیرتِ طیبہ کے ثالثی نظائر پر مبنی ایک عملی "Code of Mediation" مرتب کریں جو عاصر تنازعات میں قابلِ عمل ہو اور جسے اقوامِ متحدہ کے "Guidance for Effective Mediation" (۲۰۱۲ء) کے متوازی بین الاقوامی سطح پر پیش کیا جائے۔ اس ضابطے میں ثالث کے اوصاف، ثالثی کے مراحل، معاہدے کی شرائط، اور نفاذ کی تدابیر تفصیل سے مذکور ہوں۔ اس Code کو مغربی فریم ورک کی نقل کے طور پر نہیں بلکہ ایک متوازی اور مکمل اسلامی نظام کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔

۸. نبوی ثالثی میں خواتین کے کردار کو باقاعدہ دستاویزی صورت دی جائے اور بین الاقوامی مذاکرات و ثالثی کے عمل میں خواتین کی شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے مسلم ممالک UNSCR 1325 کے تقاضوں کو سیرتِ نبوی کی روشنی میں اپنے اداروں میں نافذ کریں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا صلحِ حدیبیہ میں کردار ایک ابدی نمونہ ہے کہ خواتین کی بصیرت ثالثی کے عمل میں فیصلہ کن ہو سکتی ہے۔

"تألیف قلوب" کے نبوی اصول کا عملی روڈ میپ تیار کیا جائے جس میں باہمی مذاکرات کے مستقل پلیٹ فارم، ٹریک ٹو ڈپلومیسی (Track-II Diplomacy) کے ذریعے غیر سرکاری مکالمے، اور ثقافتی تبادلے کے پروگرام شامل ہوں۔ پائیدار امن کبھی محض سرکاری معاہدوں سے قائم نہیں ہوتا۔ اس کے لیے دلوں اور ذہنوں کو جوڑنا ناگزیر ہے، اور یہی نبوت کا ایک بڑا مقصد "تألیف القلوب" تھا۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(1) Uppsala Conflict Data Program, Department of Peace and Conflict Research, Uppsala University, Sweden, Annual Report 2023, p. 12

(2) United Nations. " Amid geopolitical tensions, global military spending continues to rise." UN News Hindi. April 2026. Accessed July 29, 2026. https://news.un.org/hi/story/2026/04/1088030

(۳) ابنِ منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، (بیروت: دار صادر، ۱۹۹۴ء)، ۱۲: ۱۴۲۔

(۴) ابنِ عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۲ء)، ۵: ۴۲۸

(5) United Nations Guidance for Effective Mediation, UN Department of Political Affairs, New York, 2012, p. 4

(۶) القرآن، الحجرات: ۱۰

(۷) قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۶ء)، ۱۶: ۳۲۳۔

(۸) القرآن، الحجرات: ۹

(۹) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی إصلاح ذات البین، (دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، ۲۰۰۹ء)، ۸: ۲۸۰، حدیث نمبر ۴۹۱۹۔

(۱۰) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلح، باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس، (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۲۰۰۱ء) ۳: ۱۸۳، حدیث نمبر ۲۶۹۲۔

(۱۱) غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، (بیروت: دار المعرفۃ، ۱۹۸۲ء)، ۳: ۱۳۷۔

(۱۲) مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب بیان أن اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، ۲: ۶۹۹، حدیث نمبر ۱۰۰۹۔

(۱۳) ابنِ ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، (مصر: مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۵۵ء)، ۱: ۱۹۸۔

(۱۴) ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱: ۱۹۸۔

(15) Lings, Martin, Muhammad: His Life Based on the Earliest Sources, Islamic Texts Society, Cambridge, 1983, p. 42

(۱۶) ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱: ۱۳۳-۱۳۴۔

(۱۷) بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۳ء)، ۶: ۵۹۶۔

(18) Watt, W. Montgomery, Muhammad at Mecca, Oxford University Press, London, 1953, p.6

(۱۹) ابنِ اثیر، علی بن محمد، الکامل فی التاریخ، (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۹۹۷ء)، ۱: ۶۷۹۔

(۲۰) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب مناقب الأنصار، ۵: ۳۴، حدیث نمبر ۳۷۷۷۔

(۲۱) ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱: ۵۵۶۔

(22) Hamidullah, Muhammad, The First Written Constitution in the World, 3rd Edition, Sh. Muhammad Ashraf Publishers, Lahore, 1975, pp. 1-90

(۲۳) ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱: ۵۰۱-۵۰۴

(۲۴) ابو عبید، قاسم بن سلام، کتاب الأموال، (بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۸ء)، ۲۶۰-۲۶۴۔

(۲۵) ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱: ۵۰۱۔

(۲۶) ایضاً، ۵۰۳۔

(27) Lewis, Bernard, The Political Language of Islam, University of Chicago Press, Chicago, 1988, p. 33

(28) Nakash, Yitzhak, "The Constitution of Medina as a Model for Muslim-non-Muslim Relations", Journal of Islamic Studies, Vol. 15, No. 2, Oxford University Press, 2004, p. 156

(۲۹) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ، ۳: ۱۹۳-۱۹۵،، حدیث نمبر ۲۷۳۱-۲۷۳۲۔

(۳۰) بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۲۷۳۱۔

(۳۱) بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۲۷۳۱۔

(۳۲) القرآن، الفتح:۱۔

(۳۳) ابنِ کثیر، البدایۃ والنہایۃ، (بیروت: دار ابن کثیر، دمشق) ، ۴: ۳۸۳۔

(34) Armstrong, Karen, Muhammad: A Prophet for Our Time, HarperCollins, New York, 2006, p. 174

(۳۵) بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۲۷۳۱۔

(۳۶) بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۱۹۹۔

(37) United Nations, The Rule of Law and Transitional Justice in Conflict and Post-conflict Societies, Report of the Secretary-General, S/2004/616, para 8

(۳۸) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، ۳: ۱۴، حدیث نمبر ۱۸۳۴۔

(39) Tutu, Desmond, No Future Without Forgiveness, Doubleday, New York, 1999, p. 260

(۴۰) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، (بیروت: المکتبۃ الأزھریۃ للتراث، ۱۴۳۱ھ) ، ۸۵۔

(41) Ratliff, Brandie, "The Monastery of Saint Catherine at Mount Sinai and the Christian Communities of the Caliphate", Sinaiticus: The Bulletin of the Saint Catherine Foundation, London, 2008, p. 4

(۴۲) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، ۸: ۱۶۰، حدیث نمبر ۶۷۸۸۔

(۴۳) القرآن، المائدہ:۸۔

(۴۴) القرآن، الشوریٰ:۴۰۔

(۴۵) ابو داؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۳۵۸۲۔

(۴۶) القرآن، بنی اسرائیل: ۳۴۔

(۴۷) بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۲۷۳۱۔

(48) Wallensteen, Peter, Understanding Conflict Resolution, 5th Edition, Sage Publications, London, 2019, p. 78

(49) Stockholm International Peace Research Institute, SIPRI Yearbook 2024: Armaments, Disarmament and International Security, Oxford University Press, Oxford, 2024, p. 236

(۵۰) " امریکہ ایران جنگ: شہری املاک پر جاری حملے تشویشناک، یو این چیف ." UN News Urdu, July 2026, https://news.un.org/ur/story/2026/07/20144. Accessed 29 July 2026.

Bibliography

1. Uppsala Conflict Data Program, Department of Peace and Conflict Research, Uppsala University, Sweden, Annual Report 2023, p. 12
2. United Nations. " Amid geopolitical tensions, global military spending continues to rise." UN News Hindi. April 2026. Accessed July 29, 2026. https://news.un.org/hi/story/2026/04/1088030
3. Ibn-e Manzoor, Muhammad bin Mukarram, Lisan al-Arab, Vol. 12, p. 142, Dar Sadir, Beirut, 1994.
4. Ibn-e Abidin, Muhammad Amin, Radd al-Muhtar ala al-Durr al-Mukhtar, Vol. 5, p. 428, Dar al-Fikr, Beirut, 1992.
5. United Nations Guidance for Effective Mediation, UN Department of Political Affairs, New York, 2012, p. 4
6. Al-Quran, Al-Hujurat: 10
7. Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad, Al-Jami li-Ahkam al-Quran, Vol. 16, p. 323, Mu'assasat al-Risalah, Beirut, 2006.
8. Al-Quran, Al-Hujurat: 9
9. Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath Sijistani, Sunan Abi Dawood, Kitab al-Adab, Bab fi Islah Dhat al-Bayn, Hadith No. 4919, Vol. 8, p. 280, Dar al-Risalah al-Alamiyyah, Beirut, 2009.
10. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami al-Sahih, Kitab al-Sulh, Bab Laysa al-Kadhib alladhi Yuslih bayn al-Nas, Hadith No. 2692, Vol. 3, p. 183, Dar Tawq al-Najat, Beirut, 2001.
11. Ghazali, Abu Hamid Muhammad bin Muhammad, Ihya Ulum al-Din, Vol. 3, p. 137, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1982.
12. Muslim, Abu al-Husayn Muslim bin Hajjaj, Al-Jami al-Sahih, Kitab al-Zakat, Bab Bayan anna Ism al-Sadaqah Yaqa ala Kull Naw min al-Ma'ruf, Hadith No. 1009, Vol. 2, p. 699, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, S.N.
13. Ibn-e Hisham, Abdul Malik bin Hisham, Al-Seerah al-Nabawiyyah, Vol. 1, p. 198, Mustafa al-Babi al-Halabi, Egypt, 1955.
14. Ibn-e Hisham, Al-Seerah al-Nabawiyyah, Vol. 1, p. 198
15. Lings, Martin, Muhammad: His Life Based on the Earliest Sources, Islamic Texts Society, Cambridge, 1983, p. 42
16. Ibn-e Hisham, Al-Seerah al-Nabawiyyah, Vol. 1, pp. 133-134
17. Bayhaqi, Ahmad bin Husayn, Al-Sunan al-Kubra, Vol. 6, p. 596, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2003.
18. Watt, W. Montgomery, Muhammad at Mecca, Oxford University Press, London, 1953, p. 6
19. Ibn-e Athir, Ali bin Muhammad, Al-Kamil fi al-Tarikh, Vol. 1, p. 679, Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut, 1997.
20. Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Kitab Manaqib al-Ansar, Hadith No. 3777, Vol. 5, p. 34
21. Ibn-e Hisham, Al-Seerah al-Nabawiyyah, Vol. 1, p. 556.
22. Hamidullah, Muhammad, The First Written Constitution in the World, 3rd Edition, Sh. Muhammad Ashraf Publishers, Lahore, 1975, pp. 1-90
23. Ibn-e Hisham, Al-Seerah al-Nabawiyyah, Vol. 1, pp. 501-504
24. Abu Ubayd, Qasim bin Sallam, Kitab al-Amwal, pp. 260-264, Dar al-Fikr, Beirut, 1988.
25. Ibn-e Hisham, Al-Seerah al-Nabawiyyah, Vol. 1, p. 501
26. Aizan, p. 503
27. Lewis, Bernard, The Political Language of Islam, University of Chicago Press, Chicago, 1988, p. 33
28. Nakash, Yitzhak, "The Constitution of Medina as a Model for Muslim-non-Muslim Relations", Journal of Islamic Studies, Vol. 15, No. 2, Oxford University Press, 2004, p. 156
29. Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Kitab al-Shurut, Bab al-Shurut fi al-Jihad wa al-Musalahah, Hadith No. 2731-2732, Vol. 3, pp. 193-195
30. Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Hadith No. 2731
31. Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Hadith No. 2731
32. Al-Quran, Al-Fath: 1

33. Ibn-e Kathir, Al-Bidayah wa al-Nihayah, Vol. 4, p. 383, Dar Ibn Kathir, Damascus, Beirut.
34. Armstrong, Karen, Muhammad: A Prophet for Our Time, HarperCollins, New York, 2006, p. 174
35. Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Hadith No. 2731.
36. Bayhaqi, Al-Sunan al-Kubra, Vol. 9, p. 199.
37. United Nations, The Rule of Law and Transitional Justice in Conflict and Post-conflict Societies, Report of the Secretary-General, S/2004/616, para 8
38. Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Kitab al-Hajj, Hadith No. 1834, Vol. 3, p. 14
39. Tutu, Desmond, No Future Without Forgiveness, Doubleday, New York, 1999, p. 260
40. Abu Yusuf, Yaqub bin Ibrahim, Kitab al-Kharaj, p. 85, Al-Maktabah al-Azhariyyah li al-Turath, 1431H.
41. Ratliff, Brandie, "The Monastery of Saint Catherine at Mount Sinai and the Christian Communities of the Caliphate", Sinaiticus: The Bulletin of the Saint Catherine Foundation, London, 2008, p. 4
42. Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Kitab al-Hudud, Hadith No. 6788, Vol. 8, p. 160
43. Al-Quran, Al-Ma'idah: 8
44. Al-Quran, Al-Shura: 40
45. Abu Dawood, Sunan Abi Dawood, Hadith No. 3582
46. Al-Quran, Bani Israel: 34
47. Bukhari, Al-Jami al-Sahih, Hadith No. 2731
48. Wallensteen, Peter, Understanding Conflict Resolution, 5th Edition, Sage Publications, London, 2019, p. 78
49. Stockholm International Peace Research Institute, SIPRI Yearbook 2024: Armaments, Disarmament and International Security, Oxford University Press, Oxford, 2024, p. 236
50. "Amreeka Iran jang: shehri amlaak par jaari hamlay tashweeshnaak, UN chief." UN News Urdu, July 2026, https://news.un.org/ur/story/2026/07/20144. Accessed 29 July 2026.

❖❖❖